تقدیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِؤُا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ، ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ﴾(سورۃ التوبۃ : ۳۲-۳۳)

وہ چاہتے ہیں کہ اپنے منھ سے اللہ کے نور کو بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کر کے ہی رہیں گے، اگر چہ کفر کرنے والوں کو ناپسند ہو، وہی اللہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے، تا کہ اسے تمام مذاہب پر غلبہ عطا فرمائے، اگر چہ شرک کرنے والوں کو یہ پسند نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں تین باتیں خاص طور پر قابل توجہ ہیں، اول یہ کہ کفر وشرک کی طاقتیں ہمیشہ اسلام کا راستہ روکنے اور حق وہدایت کے چراغ کو بجھانے کی کوشش کریں گی، دوسرے: یہ طاقتیں مادی اعتبار سے کتنی بھی بڑی ہوں، اسلام کا راستہ روکنے میں کامیاب نہیں ہوں گی، حق وہدایت کی روشنی پھیلتی جائے گی اور کفر وشرک کی گھٹائیں چھٹتی جائیں گی، اس لئے مسلمانوں کو ایسے حالات سے مایوس وناامید ہونے کی ضرورت نہیں، تیسرا قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ’’دین‘‘ کو غلبہ عطا فرمائیں گے؛ اس لئے یہ تو ہوسکتا ہے کہ دین حق کے حاملین مغلوب ہو جائیں؛ لیکن دین کبھی مغلوب نہیں ہوسکتا، اہل دین کے غالب اور مغلوب ہونے کا تعلق فوجی اور عسکری طاقت سے ہے، یہ ممکن ہے کہ ایک قوم معرکۂ کارزار میں تو مغلوب اور شکست خوردہ ہو، لیکن فکر ونظر کے میدان میں فتح یاب اور غالب ہو، اس کی مثال مختلف افکار و مذاہب کی تاریخ میں ملتی ہے اور اسلام کی تاریخ میں نسبتاً زیادہ ملتی ہے، چنانچہ تاتاریوں کی تاریخ سامنے ہے کہ انھوں نے جنگ کے میدان میں مسلمانوں کو ایسی شکست دی کہ نہ ان سے پہلے ایسی نظیر ملتی ہے اور نہ ان کے بعد، لیکن فکر ونظر کے معرکہ میں خود انھوں نے شکست کھائی اور دل ودماغ کی مملکت کو ہار گئے۔

اسلام کو تمام افکار و مذاہب پر غالب فرمانے کا مطلب یہی ہے کہ اس کو ہمیشہ فکری اور استدلالی اعتبار سے برتری حاصل رہے گی، چنانچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ قانونِ فطرت سے ہم آہنگی، عقل ومصلحت کی موافقت، معقولیت اور توازن واعتدال کی وجہ سے ہزار مخالفتوں کے باوجود اسلام کو جو مقبولیت حاصل ہے، جس طرح وہ اپنے ماننے والوں

کے لئے روح کا سکون اور قلب کی تسکین کا سامان ہے، اور جس طرح وہ نہ ماننے والوں کے دلوں دماغ کو بھی، تیزی کے ساتھ فتح کر لیتا ہے، اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

اس کی ایک واضح علامت یہ ہے کہ دنیا میں جتنے مذہبی گروہ ہیں، انھوں نے مذہب سے اپنا رشتہ توڑ لیا ہے، مذہبی صحائف سے ان کا محض رسمی تعلق رہ گیا ہے، انسانی زندگی میں ان صحائف کا کوئی عمل دخل نہیں ہے، کچھ مذہبی تہوار ہیں، جن کو ڈھیر ساری آمیزشوں اور ملاوٹوں کے ساتھ زیادہ تر موج مستی کے لئے منالیا جاتا ہے، عام لوگوں کو اس بات کی بھی خبر نہیں ہوتی کہ ان تہواروں کا تاریخی پس منظر کیا ہے؟ اسی لئے ان کے یہاں حلال وحرام کی حدود باقی نہیں ہیں اور انسان کو اپنی خواہشات کے مطابق زندگی گزارنے کی پوری آزادی حاصل ہے، یہ اسلام کا امتیاز ہے کہ اس کے ماننے والوں کو اپنے دین سے عشق ہے، وہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر مر مٹنے کو تیار رہتے ہیں، اگر شریعت کا کوئی حکم ان سے ٹوٹ جاتا ہے تو ان کا ضمیر ان کو ملامت کرتا ہے، وہ محض خدا کی خوشنودی اور قانون الٰہی کی اتباع کے جذبہ سے بڑے بڑے مادی فائدوں کو ٹھکرا دیتے ہیں اور غیر معمولی نقصانات کو سہہ جاتے ہیں، جو واقعات رات کے اندھیرے اور کمروں کی تنہائیوں میں پیش آتے ہیں اور جن کا ذکر والدین و اولاد اور شوہر و بیوی ایک دوسرے کے سامنے کرنا نہیں چاہتے، ایک عام مسلمان بھی علما اور اصحابِ افتا کے سامنے حاضر ہو کر ان سچائیوں کو اُ گلتا ہے، کیوں کہ اس کا ضمیر اس کو ملامت کرتا رہتا ہے کہ اس نے ایک ایسا کام کیا ہے، جو شریعت کے خلاف ہے، حالاں کہ نہ کسی آنکھ نے اس کو دیکھا تھا، نہ کسی کان نے اس کو سنا تھا، نہ کسی انٹیلیجنس ایجنسی نے اس کی تفتیش کی تھی اور نہ کسی پولیس یا عدالت میں اس کے خلاف کوئی عرضی دائر کی گئی تھی --- اس سے بڑھ کر دین حق کے غلبہ کی مثال اور کیا ہوگی، جس نے لوگوں کے دلوں کو مسخر کر لیا ہو اور قلب ونظر کی مملکت پر اپنی کامیابی کا جھنڈا نصب کر دیا ہو۔

حلال وحرام کے احکام جاننے کے لیے علماء راسخین کا مرجع تو قرآن وحدیث اور کتب فقہ ہیں؛ لیکن عوام کے لیے وہ علما ہیں، جن کی فقہ پر نظر ہو اور جو کارِ افتا انجام دیا کرتے ہوں، یہ سلسلہ زمانہ قدیم سے مروج رہا ہے، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فتاویٰ کو اہل علم نے جمع کیا ہے، امام مالکؒ کی فقہی آراء کا سب سے مستند مجموعہ ''المدونۃ'' ہے، جو سوالات وجوابات کا مجموعہ ہے، بعد کو ''فتاویٰ'' کی اصطلاح دو طرح کے فقہی ذخیرہ کے لئے استعمال ہونے لگی، ایک وہ کتابیں جن میں اصحابِ مذہب کے علاوہ اس مذہب کے مشائخ اور متبعین کے اجتہادات بھی جمع کئے گئے، اکثر فتاویٰ کے نام سے جو قدیم کتابیں ملتی ہیں، جیسے: فتاویٰ ابو اللیث سمرقندیؒ (متوفی: ۳۷۳ھ)، فتاویٰ ولوالجیہ (ابو الفتح ظہیر الدین ولوالجیؒ، متوفی: ۵۴۰ھ)، خلاصۃ الفتاویٰ (علامہ طاہر بخاریؒ، متوفی: ۵۴۲ھ)، فتاویٰ سراجیہ (علی بن عثمان بن سراج الدینؒ، متوفی: ۵۶۹ھ)، فتاویٰ قاضی خاں (حسن بن منصور اوز جندیؒ، متوفی: ۵۹۰ھ) وغیرہ، وہ اسی نوعیت کی کتابیں ہیں؛ لیکن موجودہ دور میں فتاویٰ کی اصطلاح کا غالب استعمال ان فقہی کتابوں کے لیے کیا جاتا ہے، جو عام مسلمانوں کے سوالات اور اہل علم کے جوابات پر

مشتمل ہوں، مسلم ملکوں میں عام طور پر اس کے لیے سرکاری ادارے قائم ہیں؛ لیکن اس کے ساتھ ساتھ تحریر اور ٹیلی ویژن کے ذریعے انفرادی اور شخصی فتاویٰ بھی جاری کیے جاتے ہیں۔

ہندوستان میں اس انداز کا نظام افتا زیادہ تر مسلم حکومتوں کے خاتمہ کے بعد شروع ہوا، مگر مسلم آبادی کی کثرت اور برصغیر کے مسلمانوں کی مذہب سے گہری وابستگی کی بنا پر بہت تیزی کے ساتھ اس نظام کو ترقی اور وسعت حاصل ہوتی گئی، بہت سے ممتاز اہل علم نے اُمت کی ضرورت کو دیکھتے ہوئے انفرادی طور پر مسلمانوں کی رہنمائی کی، نیز ملک کے بڑے اور ممتاز تعلیمی اداروں نے اسے اپنے کاموں میں شامل کیا اور از راہ احتیاط ایسا نظام قائم کیا کہ ایک شخص فتویٰ لکھے اور ایک یا اس سے زیادہ افراد اس پر نظر ثانی کریں جس کو اصطلاح میں ''تصحیح فتویٰ'' کہا جاتا ہے، مسلم عہدِ حکومت کے بعد غالباً فتاویٰ کا سب سے قدیم مجموعہ خانوادۂ ولی اللّٰہی کے چشم و چراغ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (متوفی: ۱۲۳۹ھ-۱۸۲۴ء) کا ہے، جو فارسی زبان میں ہے اور اس کے متعدد اُردو ترجمے شائع ہو چکے ہیں، اس کے بعد ممتاز فقیہ مولانا عبدالحی فرنگی محلیؒ (متوفی: ۱۳۰۴ھ) کے فتاویٰ ہیں، جو ''مجموعۃ الفتاویٰ'' کے نام سے شائع ہو چکے ہیں، اس مجموعہ میں عربی، فارسی، اُردو تینوں زبانوں میں فتاویٰ کے جوابات شامل ہیں، مولانا خورشید عالم صاحبؒ (سابق استاذ دارالعلوم دیوبند) نے عام فہم ترجمہ کے ساتھ اسے بہتر طور پر مرتب کر دیا ہے، ''مجموعۂ فتاویٰ'' ہی کے نام سے مولانا فرنگی محلی کے ہم عصر نواب صدیق حسن خاںؒ (متوفی: ۱۳۰۷ھ) کے فتاویٰ کا مجموعہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

بیسویں صدی کے اوائل میں ہندوستانی مسلمانوں کے تین اہم مکاتبِ فکر دیوبندی، بریلوی اور غیر مقلدین کے اہم ترین فکری مقتداؤں کے فتاویٰ منظر عام پر آئے، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (متوفی: ۱۳۲۳ھ-۱۹۰۵ء) کی فتاویٰ رشیدیہ، مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی (متوفی: ۱۳۴۰ھ-۱۹۲۱ء) کی فتاویٰ رضویہ اور مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلویؒ (متوفی: ۱۹۰۲ء) کی فتاویٰ نذیریہ، اس کے بعد فتاویٰ کے بہت سے مجموعے مرتب اور شائع ہوئے، جن میں حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ (متوفی: ۱۳۴۷ھ-۱۹۲۸ء) کے فتاویٰ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند) حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (متوفی: ۱۳۶۲ھ-۱۹۴۳ء) کی ''امداد الفتاویٰ'' اور مفتی کفایت اللہ صاحبؒ (متوفی: ۱۳۷۲ھ-۱۹۵۲ء) کی ''کفایت المفتی'' خاص طور پر قابل ذکر ہے، ماضی قریب میں شائع ہونے والی فتاویٰ کی کتابوں میں فتاویٰ امارت شرعیہ، فتاویٰ مظاہر علوم (مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ (متوفی: ۱۳۴۶ھ-۱۹۲۷ء)، فتاویٰ محمودیہ مفتی محمود حسن گنگوہیؒ (متوفی: ۱۴۱۷-۱۹۹۷ء)، نظام الفتاویٰ (مفتی نظام الدین صاحب اعظمیؒ، متوفی: ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۸ء)، فتاویٰ رحیمیہ (مفتی عبدالرحیم لاجپوریؒ، متوفی: ۲۰۰۱ء)، احسن الفتاویٰ (مفتی رشید احمد صاحبؒ، متوفی: ۲۰۰۲ء) خصوصی اہمیت کی حامل ہیں، اسی سلسلے کی ایک کتاب مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ (متوفی: ۲۰۰۳ء) کی تالیف ''آپ کے مسائل اور ان کا حل ہے'' غرض کہ اُردو زبان میں اگرچہ فتاویٰ نویسی کے کام کا باضابطہ سلسلہ سوتا ڈیڑھ سو سال پہلے ہی شروع ہوا، لیکن اس مختصر عرصہ میں

اس موضوع سے متعلق ایک پورا کتب خانہ وجود میں آچکا ہے۔

یہ یقیناً اُردو زبان کی خوش قسمتی ہے؛ لیکن چوں کہ ہندوستان کے اکثر علاقوں کے حالات یکساں ہیں اور بہت سے مسائل وہ ہیں جو عام طور پر پیش آتے رہتے ہیں، اس لئے فطری طور پر فتاویٰ کے ان مجموعوں میں خاصی تکرار پائی جاتی ہے، اس لئے ایک ایسے مجموعہ کی ضرورت تھی، جس میں مکررات کو حذف کر کے اہم فتاویٰ کو شامل کیا گیا ہو، تاکہ فقہ وفتاویٰ کا یہ سمندر کوزہ میں آجائے اور اصحابِ نظر کے لیے استفادہ آسان ہوجائے، میرے علم کے مطابق اس طرح کی کوشش سب سے پہلے مفتی مہربان علی بڑوتویؒ نے ''جامع الفتاویٰ'' کے نام سے شروع کی تھی اور اس میں علماء دیوبند کی سترہ ۱۷؍کتبِ فتاویٰ کو شامل کیا تھا، مگر ابھی اس کی تین ہی جلدیں آپائیں کہ مؤلف عالم بقا کو رخصت ہوگئے اور یہ قرض اہل علم کے لئے چھوڑ گئے۔

مشہور فاضل، صاحب ِنظر عالم اور مصنف محبّ گرامی حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی کو اللہ تعالیٰ جزاء خیر عطا فرمائے کہ ان کے قلب میں اس اہم خدمت کا داعیہ پیدا ہوا اور انھوں نے چالیس فتاویٰ کی کتابوں سے اس مفید اور رہنما کتاب کی ترتیب وتبویب اور حذف مکررات کے ساتھ جمع کرنے کا کام شروع کیا ہے، انشاءاللہ جب یہ کام مکمل ہوگا تو یہ اُردو زبان میں فتاویٰ کی انسائیکلو پیڈیا ہوگی اور اہل علم کی آنکھوں کا سرمہ بنے گی، اس کتاب کے ذریعے ہمارے سلف کی زریں خدمات بھی محفوظ ہوجائیں گی اور اُمت کو ایک ایسا گلدستہ ہاتھ آجائے گا جو مختلف رنگ کے پھولوں سے مزین ہوگا؛ لیکن ان کا مشترک مقصد دین کی تعبیر وتشریح اور ملت اسلامیہ کی رہنمائی ہوگی، میں نے اس کتاب کے مسودہ کے مختلف حصے دیکھے ہیں، جن سے اندازہ ہوا کہ اس مجموعہ میں جہاں اصحابِ فتاویٰ کے علم وتحقیق کی روشنی جلوہ فگن ہے، وہیں مرتب کی دیدہ وری، حسن انتخاب، وسیع النظری اور خوش مذاقی کے نقوش بھی ثبت ہیں۔

مرتب گرامی ایک معتبر عالم دین ہیں، کارِقضا کا تجربہ رکھتے ہیں، امارت شرعیہ جیسی اہم تنظیم کے قافلہ سالاروں میں ہیں، ان کے اندر حضرت مولانا قاضی مجاہدالاسلام قاسمیؒ کی بالغ نظری اور امیر شریعت حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب کی حسن تدبیر دونوں کا عکس جمیل پایا جاتا ہے، حج کمیٹی بہار کے چیرمین ہیں اور بعض عصری تعلیمی اداروں کے بانی ہیں، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اور اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے معزز ارکان میں ہیں، ان کی متعدد کتابیں منظر عام پر آکر مقبول خاص وعام ہوچکی ہیں۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے، ان کی اس کاوش کو شوق کے ہاتھوں لیا جائے اور اس کو عنداللہ اور عندالناس قبولیت حاصل ہو، **واللہ والمستعان**۔

۲۰؍جمادیٰ الثانی ۱۴۳۴ھ — خالد سیف اللہ رحمانی

مطابق ۱؍مئی ۲۰۱۳ء — (خادم المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد)